دلدل کا دالان
ایس کے رضا
دلدل کے دالان میں دھڑکتا دل ہوں

دلدل کے دالان میں دھڑکتا دل ہوں

دارِ فُرقت کی دہلیز پہ دیا بسمل ہوں میں

دشمن کے دامن پہ لگی دانستہ اجل ہوں میں

دہشت کے دائرے میں دبی مشکل ہوں میں

دین کی دبیز تہ میں لپٹا دانش عمل ہوں میں

دھوکے کے دھوئیں میں دِکھتی اکیلی مخلص شکل ہوں

دارِ فُرقت کی دہلیز پہ دیا بسمل ہوں میں

دلدل کے دالان میں دھڑکتا دل ہوں

۔ گولی چلنے کی سر سراتی اور پُر اسرار آواز سے اُس کے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی

رات کی اس پہر یہ آوازیں اُس کی جان نکالنے کو کافی تھیں

عجیب و بے رحم سی آوازیں،،،،،،وہ آٹھ کر بیٹھا دل پسلیوں کو توڑ کر نکلنے کی،،،،،،

حد تک کی زوردار سپیڈ سے بھاگے جا رہا تھا۔

لیمپ کی مدھم روشنی میں نیم اندھیرے کمرے میں اُس کے چہرے پہ پسینہ چمکنے لگا۔

۔ اس کا وجود کانپنے لگا

۔ ٹانگوں سے جان نکلنے لگی تھی

۔ اُس نے بلینکٹ کو پرے جھٹکا

کانپتے ہاتھوں سے بے جان پیروں کو جوتوں میں مقید کیا، شرٹ کو درست کرتا وہ خوف کو دل میں ہی قید کر کے بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے، ایک ایک قدم بنا آہٹ کے احتیاط سے اٹھانے لگا۔

پیچھے سلوٹ زدہ بیڈ شیٹ سفیدی اور سفاکی کی سازش کی چادر اوڑھے اُسے جاتا دیکھے گئ۔

اُس نے آہستہ سے دروازے کا لاک گھمایا،،، گہری خاموشی میں ذرا سے ارتعاش کی ۔ وجہ سے اُس نے آنکھیں زور سے بھینچ لیے

مگر تھوڑی دیر تک کٹھور خاموشی چھائی رہی تو اس نے آرام سے گہری سانس خارج کرتے آنکھیں کھولی۔ وجود کو تھوڑی ہمت تھمائی۔

اُس نے احتیاطاً بغیر آواز پیدا کیے دروازے کو دھکیلا اور خوف کی جنبش لیے قدم کو باہر رکھا۔

۔ باہر راہداری میں چھت سے لٹکتے دو زرد بلبوں کی روشنی تھی

۔ باقی لائٹس شاید خراب تھی اور کچھ ٹوٹی ہوئی

دیواریں اور فرش بھی کافی خستہ حال ہونے کے ساتھ بلڈنگ کی اُدھیڑ عمر کا پتہ دیتا تھے ،اُسی اکھڑے ہوئے فرش پر وہ ایک ایک قدم آہستہ و احتیاط سے اٹھاتا اپنے کمرے کی بائیں جانب سیدھ میں چل رہا تھا

اُس کے کمرے کے علاوہ یہاں ایک اور کمرہ زیرِ استعمال تھا اور کنعان کا رخ اُسی طرف تھا ۔

باقی کمرے بند تھے اور اُن کی تالے زنگ کا لبادہ اوڑھے مقفل داستانوں کو آزاد کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔

۔ ایک جگہ زرد روشنی کے سائے میں آکر وہ رکا

۔ اُس کا اُلجھا بکھرا سا حلیہ واضح ہوا

مناسب قد و کاٹھ، جاذب نقوش والا سایہ

جس نے بلیو جینز پہ گرے شرٹ پہن رکھی تھی، پیروں میں جلدی سے اڑسے گئے

وائٹ جوگرز

ہلکی ہلکی شیو اور سیاہ بال جو بے ترتیبی سے ماتھے پہ گرے تھی اور سیاہ آنکھیں جن میں

۔ تفتیش و خوف دونوں یکجاں تھے

ماتھے پر بکھرے سیاہ بال وہ غالباً تیئیس چوبیس کا لگتا تھا۔

پورے ماحول میں رات کی گہری خاموشی چھائی تھی۔

۔ شاید یہ شک یا وہم نہیں تھا حقیقت تھی

۔ اور یہ کوئی خواب بھی نہیں تھا

۔ یہ سراب بھی نہیں تھا

۔ اُسے ایک پل کو کچھ کھٹکنے لگا

۔ اُس کا دل کیا الٹے قدموں بھاگ جائے

لیکن یہ تجسس انسان کو ہر پل مروانے پر تلا ہوتا ہے۔

پھر اُس نے ہمت کی اور سنسان گہری خاموشی لیے لمبی راہداری میں قدم آگے

۔ بڑھائے

کچھ پل گزرے جن پلوں میں اُس نے اپنے دل کی دھڑکن کی آواز گھڑی کی چلتی

۔ سوئیوں کی مانند اپنے کانوں میں سنی

ایک جگہ ٹھہر کر اُس نے دیوار کا سہارا لیا وہ دیوار جو وہاں سے مڑی ہوئی تھی اور بائیں جگہ کو دو حصوں میں بانٹا گیا تھا ایک جگہ سے پتلی سیڑھیاں اوپر جارہی تھی اور دوسری طرف سے نیچے

مگر اُس نے اپنے قدموں کا سفر جاری رکھا اُس کمرے کی طرف جو کونے میں تھا جس کی کھڑی سے باہر جھانکتی تیز روشنی سے معلوم ہوتا تھا کے وہاں کچھ ہے۔

کچھ پُراسرار سا

کچھ خطرناک سا

کچھ انجان سا

۔ جسے جاننے کا اُسے تجسس تھا

اور پھر اُس نے ایک گہری سانس لے کر اتھل پتھل سانسوں کو متوازن کرنے کی ناکام کوشش کی اور اُس جانب قدم بڑھائے۔

اُس کمرے کی کھڑکی کی اوٹ میں چھپ کر جو منظر اُس نے دیکھا وہ وحشت خیز تھا جس نے ایک پل کو اُسے دہلا کر رکھ دیا تھا۔

وہ ایک آدمی تھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا ایسے کے اُس کی کمر میز سے لگی تھی اور اُس کے سر پر اپنی گن کا رخ کیے اُس کے سامنے ایک آدمی کھڑا تھا جس کا مکمل وجود وہ نہیں دیکھ پایا تھا،،، کنعان کو صرف اُس کا ترچھا رخ واضح نظر آرہا تھا۔

وہ جو گن تانے کھڑا تھا۔

اُس زخمی شخص پر جس کے پاؤں پر غالباً ابھی ہی گولی ماری گئی تھی اُس کے آس پاس

۔ تین لوگ اور بھی موجود تھے جن کا حلیہ دہشت گردوں سا تھا

اُنہوں نے ہاتھ میں لمبی لمبی بندوقیں تھامی ہوئی تھی اور چہرے سیاہ رومال لپیٹ کر

۔ چھپائے گئے تھے

کنعان نے اُس شخص کو واپس اپنی سلور گن اُس کے ماتھے پر رکھتے اور پھر بے رحمی سے

چلاتے دیکھا

۔ اُس انسان کا وجود بے سہارا سا فرش پر ڈھے گیا

۔ اُس کا فوارے کی مانند ابلتا خون کمرے میں بچھے کارپیٹ کو تر کرنے لگا

پھر اُس شخص نے بے نیازی سے اپنی گن کو سیاہ جیکٹ پر ر گرتے خون کی بوندوں سے

صاف کیا

اردل سہراب"

اُنہوں نے جیسے مردہ وجود پر طنز کیا

آس پاس کھڑے لوگ لاش کو ٹھکانے لگانے کا بندوبست کرنے لگے۔

اُس کا وجود پسینے میں بھیگنے لگا اُس کا جسم صبح کی ٹھنڈی ہواؤں سے زیادہ اس منظر نے جما دیا تھا

۔۔ وہ تھوڑی دیر اور وہاں نہیں ٹھہر سکا

وہ ہانپتے کانپتے سیڑھیوں سے اتر رہا تھا

کون سا پاؤں کہاں پڑ رہا ہے اسکی پرواہ کیے بغیر۔

۔ اپنی اجڑی حالت سے بے نیاز وہ بس پاگلوں کی طرح دوڑتا جا رہا تھا

۔ ایک جگہ جا کر وہ رکا، جیسے ہمت نے بھی ذرا سا سانس مانگا ہو

۔ اُسے سمجھ نہیں آیا کے اُسے کیا کرنا چاہیے

اُسے اپنا دماغ ہر چیز سے خالی محسوس ہوا۔

۔ جیسے فہم و تفہیم کی حسیں مفلوج ہو چکی ہوں

وہ ساری سیڑھیاں عبور کر کے اب گراؤنڈ فلور پر تھا۔ یہاں کا نقشہ بھی اوپر جیسا تھا

بس سیڑھیوں کی جگہ باہر جانے کا راستہ تھا۔

وہ وہیں ایک دیوار کی اوٹ میں دیوار سے ٹیک لگائے ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھ

گیا۔

گھٹنوں کو سینے سے جوڑ کر

۔ اپنا سر ہاتھوں میں دیئے

ایک خراب زرد بلب سے

کچھ انچوں کے فاصلے پر

وہ بلب جو جلتا بجھتا سا تھا

۔ جیسے آخری سانسیں لے رہا ہو

۔ کچھ دیر یوں ہی گزری مگر کب تک گزرتی آخر اُسے کچھ تو کرنا تھا

۔ ابھی وہ اٹھنے ہی لگا تھا کے اُس نے ایک سائے کو اپنی دائیں سمت سے آتے دیکھا

اور یہاں ایک پل کو اُس کے دماغ میں کوندا سالپکا۔ اُسے جھٹکا لگا تھا مگر شاید اب اُسے

۔ صرف جھٹکے ہی لگنے تھے

وہ شاید آنے والے شخص کو پہچانتا تھا

مگر اُسے حیرت بھی ہوئی تھی

۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا

وہ شاید اسی کی طرف آرہے تھے، لمبا قد، بارعب انداز میں سرمئی لونگ کوٹ پہنے

۔ بھاری قدموں کی آہٹ کے ساتھ وہ ویسے ہی تھے جیسے پہلی مُلاقات میں تھے

handsome

Goodlooking

پہلی مُلاقات میں ہی چند لوگوں نے اُنھیں ان القابات سے نوازا تھا اور کنعان کلاس روم

۔ میں بیٹھا سر جھٹک کے رہ گیا تھا

"؛!ءءء" حسنین جہانزیب

۔ اُس نے ہلکی بڑبڑاہٹ سے سرگوشی نما آواز میں کہا

اور اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے گہری کھائی میں گرتے ہوئے شخص کو مضبوط تنے کا سہارا

۔ مل گیا ہو

ہر طرف سازش و خطرے کے ساز بے آواز میں بجنے لگے۔

Novelistan

۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے تھے

۔ کچھ پل خاموشی رہی اُسے جیسے سمجھ نہیں آیا کیا کہے

"میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں"

۔ اُس نے اٹک اٹک کر کچھ کہنا چاہا

اُس نے ادھر اُدھر نظریں دوڑائیں محتاط سی،،،،،

،، یہاں کچھ غلط ہے بہت غلط

آپ پلیز میری بات سنے،،،،

میرا یقین کریں میں نے کچھ دیکھا ہے "

۔ وہ بوکھلایا ہوا تھا اور ہڑبڑی میں اُسے جو سمجھ آیا وہ بول رہا تھا

دیکھو میری بات سنو

تم پُر سکون رہو میں تمہارے ساتھ ہوں میں تمہیں سنو گا،،

انہوں نے دونوں ہاتھ اُس کی کندھوں پر رکھے کنعان کو تسلی دی

:،،،،،،،،،،،، لیکن آپ میری

:!ءءءءءءء تسلی رکھو کنعان امیر

اور یہاں وہ ٹھہر گیا اُس کا نام یوں کبھی کسی کو یاد

۔ نہیں رہا تھا ایک پل کو اُسے کچھ اور بھی سازشی سا غلط لگا

ءءءءءء: آپ کو کیسے

۔ میں بہت کم لوگوں کو یاد رکھتا ہوں مگر میں تمہیں اس ملاقات کی بعد بھولا نہیں تھا

عمارت کے باہر خاموشی سے جھولتے زرد بلب نے یہ منظر غور سے دیکھا اور خاموشی سے دیوار پر روشنی کے عکس میں قید کر لیا ۔

تم جاؤ یہاں سے تھوڑی دور سڑک کی دوسری جانب میری گرے وین کھڑی ہے ،،،،،،اُس میں جا کر بیٹھو،،،میرا انتظار کرو

حسنین نے خاموشی سے گلی میں دور جاتے کنعان کو دیکھا

اور دیوار پر مدھم زرد روشنی بکھیرتے بلب نے غور سے یہ منظر دیکھا اور اپنے عکس میں دھیرے سے قید کر لیا ۔

وین کا پچھلا دروازہ کھول کر کوئی پچھلی نشست پر آ بیٹھا تھا، اُس نے محسوس کیا اور دروازے کے زور سے بند ہونے پر اُس نے ایک پل کو آنکھیں بند کیں
۔ اور پھر کھولیں

اُس نے وین کو حرکت میں آتے اور اُس بلڈنگ کے پیچھے چھوڑتے ہوئے بھی اوبسرو
۔ کیا

وین میں لگی سفید لمبی لیڈ لائٹ میں اُس نے اپنے خوف سے مزین چہرے کے ساتھ اپنی گردن پر کچھ محسوس کیا۔

وہ یخ ٹھنڈی چیز تھی جو انسان کی وجود کو ایک پل میں ہی سرد کر دے اُس نے گردن کو بائیں جانب گھما کے پیچھے دیکھا۔

پہلے جس کا آدھا ترچھا سا رخ دیکھا تھا اب اُسی شخص کا پورا روپ دیکھ لیا تھا اور وہ دل دہلا دینے والا تھا ۔

اور اگلے ہی پل اُس نے پچھلے شخص کی آنکھوں کے خوف سے اپنا رخ واپس سیدھ میں کر لیا۔

سیاہ جیل سے سیٹ شدہ بال، گندمی رنگت جو سفید روشنی میں مزید روشن لگ تھی تھی، چہرے کے تاثرات سنجیدہ تھے مگر

اُس شخص کی آنکھیں آئینے کی مانند ہلکی بھوری تھی جو غالباً سورج کی روشنی میں سنہری دکھائی دیتی ہوں گی

اُن کی شاطر آنکھیں اُسے ہی دیکھ رہی تھی خطرناک تاثر لیے۔

"؏؏؏؏؏؏؏؏؏؏؏؏؛"تو تم کچھ کہنا چاہتے تھے؟

اور اس آواز پر کنعان کو سانپ سونگھ گیا ۔

کہیں وہ غلط گاڑی پر تو نہیں بیٹھ گیا تھا لیکن نہیں گاڑی کیسے غلط ہو سکتی ہے۔

۔ غلط تو ہمیشہ انسان ہوتے ہیں

"؟ شاید تم کچھ کہنا چاہتے تھے،،،،،،،،،،، نہیں"

اُن کی بھاری سرد آواز اُس کے کانوں سے ٹکرائی جس آواز میں اتنی جرات تھی کی اُس

۔ کی پیروں تلے سے زمین نکال دے

اُس نے پیچھے دیکھنے کی ہمت دوبارہ نہیں کی تھی۔ ایک بار وہ خود کے پیروں پر کلہاڑی

۔ مار چکا تھا اب جو بھی کرنا تھا وقت نے کرنا تھا

اُس نے خود کو سپردِ حالات کر دیا کیوں کہ ان سب کا ذمے دار وہ خود تھا، خوف اُس کی

۔ اندر کہیں بہت دور پنجے گاڑتا اُس کی سیاہ آنکھوں میں اپنی پرچھائی دکھا رہا تھا

کنعان کی آنکھیں گہری تھیں، آسانی سے پکڑ میں نہیں آتی تھیں اور سب کچھ بیان بھی نہیں کرتی تھیں۔

جو اُس کی ساتھ ہو رہا تھا وہ کنعان ماننے کو بلکل بھی تیار نہیں تھا۔

وہ بے یقینی و انکار کی ملی جلی کیفیت میں تھا۔

'کون ہیں آپ؟"

اُس کی حلق سے بلاآخر بمشکل ایک سوال بر آمد ہوا۔ ظاہر ہے اگر یہ وقت اُس کا آخری وقت تھا تو اُسے یہ پوچھنے کا پورا حق تھا۔

میں کون ہوں؟"،،،،،،،،،،،،،گن کو اس کی گردن سے ہٹاتے انہوں نے "؛

تائیدی انداز میں سر ہلاتے جیسے اُسے داد دی،،،،،،،،"ویسے بہت گہرے سوال پوچھتے ہو "؛

اُ

اُس کا حلق خشک ہوا اُس کا سانس گلے میں ہی اٹکا اور اگلے ہی لمحے اُس نے اُسے بہت

دقت سے خارج کیا اُسے

۔ اپنے گلے میں خراش محسوس ہوئی

۔" یقین،،،،،،،،،یقین بہت ضروری ہے

۔ یہی یقین ہی تو ہمیں زندہ رکھتا ہے

اور،،،،،،،،،،موت کا یقین ہی انسان کو مارنے کے لیے

کافی ہوتا ہے۔"

۔ اُنھوں نے اُس کے سوال کو قطعاً نظر انداز کرتے کہا

اُنھوں نے یہ کہہ کر اُسے دیکھا جس کے وجود میں ذرا سی بھی حرکت نہی ہوئی تھی

یوشع نے یہ کہہ کر جیسے خود کو ہی جھڑکا

اور کھڑکی کے باہر گزرتے منظر کو دیکھتے اُس کے گوش گزار کیا۔

چھوڑو ان باتوں کو منزل بہت قریب ہے دور سے دیکھو تو

" اور بہت دور ہے قریب سے دیکھو تو"

یہ کہتے ساتھ انہوں نے سر سیٹ کی پشت پر گرا کر آہستہ سے آنکھیں موند لی شاید کچھ سکون ملے ۔

کنعان نے خاموشی سے ونڈو کے پار محو سفر مدھم پڑتے چاند کو دیکھا،،،،اس کی سیاہ آنکھوں میں حسرتِ تھی بلکل اس چاند جیسی،،،، جیسے اب وہ چاند جس کے آثار دیدہ کی چند ساعتیں ہی باقی تھیں اور اُسے لگا اس کی سانسیں بھی کچھ ساعتیں ہی اس کا ساتھ دے پائیں گی ۔

اس کے اندر کئی خوفناک طوفان سر اٹھائے ہوئے تھے۔

اس نے ایک پل بھی اُن شاطر آنکھوں میں نہیں دیکھا تھا، اگر یہ اس کی زندگی کی آخری گھڑیاں تھی تو وہ انہیں خاموشی سے گزارنا چاہتا تھا جیسے ابھرتے سورج کو کوئی خوفِ قضا نہ ہو ۔

مگر پھر بھی اپنے اندر کی پوری بہادری اور طاقت جمع کرنے کے باوجود خوف کے بادلوں کی رفتار اس کے چہرے پر ویسی ہی تھی جیسے چاند کے سامنے سے گزرتے ہلکے بادل ۔

وہ سڑک جو چاند کی روشنی کا عکس خود پر اوڑھے ہوئے تھی اس پر وہ سلور وین خاموشی سے دور جا رہی تھی ۔

گاڑی ایک چھوٹے مگر عصری طرز کی بنے گھر کے سامنے رکی،،،،،،،،،،،،،،اندھیرے کی مناسبت سے گھر کی باہر کی لائٹس آن تھی

۔سب سے پہلے گاڑی سے پچھلی نشست والا شخص باہر نکلا

اُس کی بھورے بوٹوں والے پیروں نے زمین پر قدم رکھا

اُس نے سیاہ جینز پر سیاہ شرٹ کے اوپر سیاہ ہی جیکٹ پہنی ہوئی تھی، جس کی زپ کھلی تھی ۔

وہ جانے لگے تھے مگر پھر جیسے کچھ یاد آیا وہ مڑے پیچھے جہاں گارڈز تابعداری سے کھڑے تھے جن کا اشارہ کنعان کے لیے تھا کہ سواری اپنی منزل کو پہنچ چکی ہے اور

۔آپ تھوڑی زحمت اپنے قدموں کو دیں اور تھوڑا اشرف فرش کو بخشیں

" ویسے میری بات ادھوری رہ گئی تھی"

۔اُنھوں نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر اُس کا ہاتھ زور سے جکڑ کے اُسے باہر کھینچا

۔گارڈز نے وین کا دروازہ بند کیا

اُنھوں نے کنعان کو زور سے جکرتے اُسے گاڑی سے لگایا۔

۔وہ بے بسی سے کراہا

اُنہوں نے اُسے سینے سے بھینچے دباؤ بڑھایا اور ظالم تاثرات لیے اُسے کچھ پل گھورا

"خوف بہت ضروری ہے قانونِ قدرت کے لیے,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,"

انہوں نے اپنی سفاک آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھے گن کی نالی سے اُس کی

۔ ٹھوڑی کو اوپر اٹھائے ایک فلسفہ پیش کیا،،،، شیطانی مسکراہٹ بر قرار رہی

وہ سینتیس سال کی فٹ اور چاقو چوبند باڈی کے مالک تھے۔

۔ اُنہوں نے اپنے مضبوط قدموں کا رخ گھر کے صدری دروازے کی طرف موڑا

کنعان بھی دو خطرناک گارڈز کی حراست میں اندر آیا۔

۔ چاند بھی بادلوں اوٹ میں کنعان کی طرح خوف میں ڈوبا تھا

۔ گارڈز کو دیکھ کر ہی اُسے ہول اٹھ رہے تھے اُن سے لڑنے کا سوال تو دور کی بات تھی

کنعان جانتا تھا وہ اُسے ایک پنچ میں ہی ڈھیر کرنے کا ہنر رکھتے ہیں۔

اسی لیے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔

۔ وہ ایک درمیانے رقبے کا کچن تھا جس کا انٹیریئر گرے اور آف وائٹ رنگ کا تھا

کچن کو کافی نفاست سے سیٹ کیا گیا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کی اس کچن کا پالا کسی

سلجھے ہوئے نفاست پسند بندے سے پڑا ہے،وہ بندہ جو بلیو شرٹ اور گرے ٹراؤزر کے

ساتھ عام سے حلیے میں اپنی شرٹ کی آستین کہنیوں تک چڑھائے کچن میں داخل ہوتا

۔ غالباً کچھ بنانے کی تیاری میں تھا

اُس نے بھورے لکڑی کے شیلف سے سوس پین اٹھایا اُسے سرمئی سلیب پر رکھا اور

اک بوتل سے اُس میں چائے کے ایک کپ جتنا پانی ایک دھار کی صورت انڈیلا

الیکٹرک چولہے کو آن کیا، اُس پر پین رکھا

۔ پانی اُبلنے تک یوشع نے کچن کی چیزوں کو سیٹ کیا جو کبھی بکھری ہوئی ہی نہیں تھیں

!!!!!!!!کلین لائنز او بسسیسڈ لوگ؛ ےےےےےےےےےےےےےےےےے

۔ اُنھوں نے ٹہلتے ہوئے ایک نظر پین کو دیکھا جس میں ابلتا ہوا پانی جوش مار رہا تھا

اُنھوں نے ایک پروفیشنل شیف کی طرح بے پرواہی سے کبڈ کھولتے اُس میں سے کانچ

۔ کی لمبی شیشی نکالی جس کے اوپر لگے لکڑی کے کارک کو ایک جھٹکے سے کھولا

لکڑی کی بلیک چمچ میں اورنج ٹی پاوڈر ایک خاص مقدار میں ڈالا اور اُسے ابلتے ہوئے پانی میں ڈال دیا۔

جتنی دیر میں پاوڈر کی ذرے پانی میں مکس ہوئے اُنھوں نے چیزوں کو واپس اُن کی جگہ پر رکھا اور سلپ کی نیچے والے ایک کبڈ سے اپنا اسپیشل ٹی سیٹ اپ نکالا۔

وہ بلیک ڈش تھی نیم اندھیرے کچن میں سلور چکور کپ کے ساتھ اور بھی دلکش لگی تھی جسے اُس کپ کے ساتھ ایک آئس کریم گلاس کی شیپ کا جار تھا جس میں شکر پڑی تھی اور اسے اوپر سے زگ زیگ لڈ سے ڈھانپا گیا تھا،اُن دونوں چیزوں کی درمیان لکڑی کی سیاہ چمچ پڑی تھی

اب اُنھوں نے فریش کٹ مالٹے کا پیس جس میں سٹینر سے قدرے بڑیے سوراخ تھے ،اٹھا کر مگ پر سیٹ کیا اُس میں اپنے ٹیسٹ کے بمطابق پتی کے ذرے ڈالے اور اک دھار کی شکل میں چائے کو اس میں سے گزارا۔

اب وہ ڈش اٹھائے گھر کے عام سے حلیے میں اُس کے سامنے آ بیٹھے،،،،ڈش کو لکڑی کی پولشڈ سطح پر رکھا اور ٹانگ پر ٹانگ جمائے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔

" سوری میں تمھیں آفر نہیں کر سکتا کیوں کہ یہ زیادہ تر کسی کو پسند نہیں آتی"

اُنہوں نے اچھے انسان کی طرح صفائی پیش کی اور اک چمچ شکر کو چائے کے مگ میں ڈال کر اُسے ہلانے لگے۔

" اتنی بے دردی سے تو کوئی جانور کو بھی نہیں مارتا"

اُس نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

"؟ سوری"

اُنہوں نے جیسے سنا نہیں اس لیے ناسمجھی سے اُسے دیکھا اور ابرو اُچکائے۔

آپ کو کیا معلوم کسی کو کھونا کیسا ہوتا ہے؟

۔ اُس نے بے خوف انداز اپناتے ہوئے طنز کیا

اُنہوں نے چائے کا مگ آہستہ سے ٹرے میں رکھا ٹانگ سے ٹانگ ہٹا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ڈرامائی انداز میں ٹہلتے ہوئی اُس کی پیچھے آ کھڑے ہوئے اُس کی کرسی کی پشت کے اونچے کناروں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تھاما۔

ایک پل کو کنعان کو اپنے کیے سوال پر افسوس ہوا اُن کا انداز ایسا تھا ایک پل کو کنعان نے سانس روک لی وہ اُس کی دائیں کندھے پر جھکے،،،، اُس کی کان کے بہت قریب

؛،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،

"اندر سے مر کر باہر سے زندہ رہنے جیسا ہوتا ہے"

یوشع کی خوفناک آواز صور پھونکنے جیسی تھی، جس سے کنعان کے وجود میں سنسناہٹ پھیل گئی ۔

پھر یوشع پیچھے ہوئے اور دوبارہ آرام سے اُسی انداز میں آکر اپنی سابقہ نشست سنبھالی دوبارہ مگ کو اٹھا کر لبوں سے لگاتے اُن کا رویہ اچانک ہلکا پھلکا سا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو ۔

یا جیسے کچھ ہونا ہی نہ ہو ؟

کنعان کی اٹکی سانس کو بمشکل آزادی نصیب ہوئی ۔

وہ اب کچھ بھی ایرا غیرا بولنے کی جرات ہرگز نہیں کرے گا چاہے جو ہو جائے یہ اُس نے فیصلہ کیا ۔

مگر کیا معلوم وہ اُن لوگوں میں سے ہو جن کی قوتِ فیصلہ تو کافی مضبوط ہوتی ہے مگر قوتِ حافظہ بہت کمزور ۔

ایسے لوگوں کو نہیں یاد ہوتا کے تھوڑی دیر پہلے اُنہوں نے ایک اٹل فیصلہ کیا تھا ۔

مگر ایک زاویے سے دیکھا جائے تو ایسے لوگ ضد کے بہت کچے,,,,,اور جلد معاف کر دینے والے ہوتے ہیں ۔

ـــ‘‘

‘‘‘‘‘‘ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

کچھ لمحے یوں ہی گزرے وہ خاموشی سے اپنی چائے کو پُر لطف اندوز میں حلق میں انڈیلتے رہے اور وہ چپ چاپ بیٹھا اُنھیں دیکھتا رہا ۔

"ویسے تمہارے دماغ میں دوڑتے سوالوں کو اگر لگام لگ چکی ہو تو میں کچھ پوچھوں ؟"

۔ اُنہوں نے دوستانہ انداز اپنایا اور اک معصومیت خود پر طاری کیے اجازت چاہی مگر اُن کی یہ کوشش ناکام گئ کیوں کی اُن کا انداز اُن کی شخصیت سے بلکل بھی میل ۔ نہیں کھاتا تھا

۔ وہ اس انداز سے یقیناً کسی انجان کو بیو قوف بنا سکتے تھے

۔ مگر مقابل جو تھا وہ ان کے اصلی روپ سے کافی اچھی طرح واقف ہو چکا تھا کنعان کا دماغ گھوما تھا اُن کے اس ون ایٹی سیکنڈ کے بعد ون ایٹی کے اینگل پر ریورس ہوتے انداز پر۔

"؟ کیا"

۔ اُس نے خود کو نارمل ظاہر کرتے جیسے اجازت دینے والے انداز میں کہا مگر کنعان امیر میں اتنی جرات بھی نہیں تھی کے وہ یوشع ساحر کو اجازت دے کیوں ۔ کے وہ اجازت لیتے نہیں تھے، حکم دینے والوں میں اُن کا شمار زیادہ تھا

؟ مگر حقیقت کو کون کھوجے

"گیس کرو میں کون ہوں؟"

۔ چائے کا کپ خالی ہو چکا تھا اب وہ پوری طرح اُس کی جانب متوجہ تھے

"ایک سائکو سیریل کلر؟"

۔ اُس نے خود سے ہی سوال پوچھنے والے انداز میں جواب دیا

" جو تھوڑی دیر پہلے ایک خوفناک قتل کرنے کے بعد

اب آرام سے چائے پی رہا ہے

اور"

وہ پہلے گھبرایا پھر غیر ارادی طور پر اُس کی زبان نے باقی جملہ ادا کیا

"جو تھوڑی دیر بعد مجھے بھی

" مار دینے کے بعد آرام سے چائے ہی پی رہا ہو گا "

اُس کے معصوم انکشاف پر اُن کا قہقہہ جاندار تھا اور خطرناک بھی جسے کمرے کی سفید

۔ دیواروں نے بھی کنعان کے جذبات کا ساتھ دیتے سہم کر سنا

"بچے اتنی خطرناک باتیں نہیں سوچتے

۔ یوشع نے مسکراتے ہوئے بہت غور سے اُسے دیکھتے کہا

۔ کچھ لمحے یوں ہی ہواؤں نے اُن دونوں کی گرد گھومتے اُنھیں کھوجنا چاہا

روشنیاں بھی اُن کی چہرے پر نظریں جمائے تکتی رہی

اور وقت بھی یوں ہی بے نیاز سا گزرتا رہا

کچھ دیر بعد وہی بیٹھے بیٹھے رات بھر کے جاگے یوشع کی آنکھ لگ گئی تھی، کنعان کے اندر

۔ جتنا خوف وہ بٹھا چکے تھے اُس کے بعد اُس کی طرف سے وہ پوری طرح بے فکر تھے

۔ لیکن اکثر چیزیں ہماری توقع کے عین برعکس وقوع پذیر ہوتی ہیں

کنعان کے اندر کا جاسوس جاگا اُس نے یہاں وہاں نگاہیں دوڑائیں، وہ ایک پر تعیش اور نفاست سے سجا کمرہ تھا۔ مگر کنعان کو اس سے ہرگز غرض نہیں تھی۔

۔ اُسے اپنی ضرورت کی شے ڈھونڈنی تھی

یہ کمرہ کامن روم اور سٹڈی روم کے لیے استعمال ہوتا تھا، ایسا اس کمرے کی سرمئی اور

۔ وائٹ تھیم سے معلوم ہوتا تھا

۔ بلآخر اُس کی دوڑتی نظروں کو ایک قابلِ قدر چیز دکھائی دی

۔ وہ بڑی سی ونڈو کے ساتھ ایک بڑے سے شیلف کے ساتھ پڑی سٹڈی ٹیبل تھی

۔ جس پر سفید لیپ ٹاپ پڑا تھا

کھڑکی سے معلوم ہوتا تھا کے باہر صبح کی روشنی اپنے پر پھیلانے کو تیار ہے، اُسے بھی ننھی روشنی کی کرن اپنے اندر نمودار ہوتی محسوس ہوئی جس نے اُس کے اندر کڑی ہمت کے سامان پیدا کیا ۔

سارے موٹیویشل اسپیکر کے بیدلی سے سنے گئے ٹاک ایک ساتھ ہی اُس کے دماغ میں بھنور کی طرح گھومنے لگے۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا ۔

اُسے کچھ تو کرنا تھا آزادی کی خاطر ۔

قید سے رہائی کی خاطر۔

وہ وائٹ سٹڈی ٹیبل کے پاس آیا

ایک نظر مڑ کر دیکھا ۔

جب اُسے پورا یقین ہو گیا کے یوشع اب اُس سے بیگانہ ہیں تو وہ سرمئی کرسی پر آرام سے بیٹھا

لیپ ٹاپ کو کھولا اور اُس کے آن ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

اُس نے ایک بار دوبارہ دیکھا مگر وہ پہلے کی طرح ہی ہوش سے بے نیاز تھے ۔

۔ اُسے ایک موقع ملا تھا

لیپ ٹاپ اوپن کرتے اُس کی انگلیاں تیز دل کی دھڑکن کی دھمک کے ساتھ برق

۔ رفتاری سے کام کر رہی تھی

۔ صد شکر کے لیپ ٹاپ سے وائے فائے بھی کنیکٹ تھا

اُس نے جلدی سے ایک فائل اوپن کی، ساتھ اپنے دل کو تھپتھپاتے ایک طویل پیغام

۔ نوٹ کیا

۔ وہ ایک نظر مڑ کر دوبارہ اُنھیں دیکھنا بھولا نہیں تھا

back ground ایک لمبا پروسیس کرنے کے بعد اب سکرین پر ایک فائل

۔ میں تھی اور اک منظر پر تھی جس پر لوڈنگ جاری تھی

انتظار طویل ہونے لگا تھا

گھڑی کی سوئیاں بھی اُس کی جلد بازی کے برعکس سکون میں تھی اُنھیں شاید کوئی

۔ جلدی نہیں تھی

۔ گہرے انتظار کے پُر خوف لمحوں میں اُس نے نظریں کھڑکی پر جمائی

سورج نکلنے کو تھا مگر شاید ابھی ٹھیک سے نمودار نہیں ہوا تھا۔

پھر اُس کی نظروں کے تعاقب میں وہ کانچ کی لمبی بوتل تھی جسے ایک پل کو اُس نے

۔ ستائشی نظروں سے دیکھا

وہ کانچ کی بوتل جس پر ایک لکڑی کا کارک لگا کر اُس کے اندر کا دلکش مناظر پیش

۔ کرتے ننھے ننھے رنگ برنگے پتھروں کو قید کیا گیا تھا

۔ وہ پتھر جو اُس کے جیسی ہی معصومیت لیے اُسے دیکھ رہے تھے

اُس نے اپنی نگاہوں کا رخ بدلا اب اُس کے سامنے گرین کلر میں

Send

۔ لکھا آ رہا تھا

۔ اُس نے گہری سانس لی، اُس کی خوشی پیش کرتی آنکھیں قابل دید تھی

اُس نے اپنا ہاتھ بڑھایا

Send کو

۔ کلک کرنے کے لیے

مگر اُس کی کوشش ادھوری رہ گئی

۔ کیوں کے اس سے پہلے ہی اُس کے دونوں ہاتھ ایک مضبوط گرفت میں تھے

۔ کسی نے بہت مضبوطی سے اُس کے دونوں ہاتھوں کو جکڑا تھا

وہ جو اُس کے بائیں کندھے سے جھانکتے

۔ اُس کے کارنامے اپنی آنکھوں سے اپنے دماغ پر رقم کرنے میں مصروف تھے

۔ اُن کی آنکھوں میں داد تھی اور طنز بھی جسے وہ قطعاً نہیں دیکھ سکتا تھا

" آرام پسند لوگوں سے ایک الجھن

۔ بھی برداشت نہیں ہوتی

؛"" اور جن کی زندگی ہی طوفان ہو وہ سمندر کی لہروں تک کا رخ بدل دیتے ہیں

اُنہوں نے اُس کے کان کے بہت قریب جیسے اُس کے دماغ میں اپنے لفظوں کا سحر

۔ انڈیلا، مگر اس بار کنعان پر ویسا اثر نہیں ہوا تھا

۔ اس بار وہ کسی بھی قیمت پر تمام حدیں پھلانگنے کا ارادہ کر چکا تھا

۔ اُن کے مضبوط ہاتھوں کا بوجھ اُس پر ابھی تک پہلا جیسا ہی حاوی تھا

۔ مگر پھر کچھ ہوا

۔ ہم کچھ کر سکتے ہیں، اس کا یقین ہی ہم سے بہت کچھ کرواتا ہے

اور ہم کچھ نہیں کر سکتے اس کا یقین ہی ہمیں برباد کر دیتا ہے۔

۔ کنعان کو بھی یقین تھا مقابل کی شکست کا

اب حالات کا شکنجہ اُس پر حاوی ہونے لگا تھا۔

۔ وہ اپنے حواس کھونے لگا تھا

۔ اور اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت غصے میں کہی دب گئی تھی

اُس نے آنکھوں کو زور سے میچے اپنے نچلے ہونٹ کی اندرونی جلد کو دانتوں میں دبائے اپنے اندر کی پوری ہمت جمع کی۔

اور پورا زور لگا کر اپنی کہنیوں اور کندھوں کو ایک مخصوص جاہ لگاتے اوپر کی طرف دھکیلا

۔ اور اس کی ہمت میں دم تھا

اُس کی یہ حرکت غیر متوقع تھی جس کے نتیجے میں وہ دونوں زمین بوس ہوئے

کرسی یوشع کے اوپر گری مگر کنعان گرتے ہی اپنی کارروائی کو عمل میں لیتے خود کو

۔ سمبھال چکا تھا

اُس نے ایک نظر یوشع کو دیکھا وہ جو غصے سی کرسی اٹھا کر پھینکتے اٹھنے کی تیاری میں تھے

۔

۔ لیکن حملہ غیر متوقع تھا، جس کی وجہ سے اُن کے کندھوں میں درد اٹھا تھا

۔ مگر وہ لڑنے کی ہمت رکھتے تھے

اس سے پہلے کے وہ اٹھتے کنعان نے کانچ کا پنسل کیس پوری قوت سے اُن کی طرف

اچھالا

جس سے اُن کی ماتھے کی بائیں طرف پہلے سرخ نشان اور پھر پوری سرخ لکیر اُن کی

۔ چہرے کی سیدھ میں بہنے لگی

۔ کنعان نے اپنی اس حرکت سے اُن کے اندر کے جوش و جنون کو جگایا تھا

وہ ایک پل کو سہما ضرور تھا، اُن کے واپس کھڑے ہو کر اُسے خونخوار نظروں سے گھورنے پر

وہ جواب ایک کی جت میں اُس کی طرف بڑھے اور اس سے پہلے وہ اُس کے جبڑے پر ۔ ایک زوردار پنچ رسید کرتے اُن کا ہاتھ ایک ہاتھ کی قید میں تھا

۔ مگر اُن کے ارادے کسی کو بھی بخشنے کے موڈ میں نہیں تھے

مگر سامنے اب کنعان کی وکالت کے لیے حسنین جہانزیب چوڑے سینے کے ساتھ ۔ کھڑے تھے

" یوشع !!،،،،،،یوشع ساحر !!،،،، کیا ہو گیا ہے،؟،،،،ریلکس

۔ مگر وہ ہوش میں نہیں تھے شاید

۔ اس لیے وہ انہیں لیے زبردستی وہاں سے کھینچتے کمرے سے نکل گئے

۔ پیچھے کنعان کے ہوش اب صحیح معنوں میں ٹھکانے آئے تھے

وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکا

۔ وہ کیا کر بیٹھا تھا

" ایک بچے سے زخمی کروالیا آپ نے خود کو

۔ اُس نے اُن کے ماتھے کا زخم صاف کرتے آنکھوں میں ہنسی دبائے سنجیدہ سا طنز کیا

" تم رہنے دو،،،،میں خود کرلوں گا"

اُنہوں نے روئی کا گولا اُس سے لینا چاہا

۔ اپنی خوفناک آنکھوں اور خطرناک تاثر کا رعب اُس پر چلانا چاہا

مگر بدلے میں حسنین کی دوستانہ ہنسی سے اُن کی تاثرات ڈھیلے پڑے مگر وہ مسکرائے

۔ نہیں

" آپ جانتے ہیں نہ

We are on mission

؛"ہماری ذرا سے غلطی کسی اور کو تو نہیں مگر ہمیں"؛ضرور مصیبت میں ڈال سکتی ہے

وہ اب یقیناً سنجیدہ تھا۔

۔ اُنہوں نے اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا

۔ حسنین ہر سچویشن کو آرام سے ڈیل کرنا جانتا تھا

۔ اور اپنے غصے پر قابو پانا بھی اور ایسا اُس نے کئی عرصے کی محنت کے بعد سیکھا تھا

Training

کے دوران اُس نے بہت کچھ سیکھا تھا اور وہ سیکھا ہوا جس پر وہ آج تک عمل کرتے

۔ آئے تھے

مگر یوشع کبھی کبھی خود پر سے قابو کھو دیتے تھے۔ ایسا بہت کم ہوتا تھا، مگر جب ہوتا تھا

۔ غلطی ہمیشہ مقابل کی ہوتی تھی

جیسے کنعان کے رویے نے اُنھیں بھڑکا دیا تھا۔

کنعان وہیں ویسا کا ویسا کھڑا تھا۔

۔ طوفان آ کر چلا بھی گیا تھا اور ساتھ اُس کا خوف بھی لے گیا تھا

۔ مگر شاید یہ آخری موقع تھا

اُس نے واپس الٹے قدموں پر مڑتے سٹڈی ٹیبل کا سفید دراز کھولا اُس میں سامنے ہی

۔ ایک چمکتی سلور گن پڑی تھی

۔ اُس نے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ اٹھالی

۔ یہ چوری تھی مگر اُس کو اپنی حفاظت کرنے کے لیے اس کی ضرورت تھی

۔ اُس کے معصوم دل نے ایک دلائل پیش کیا، جسے حالات کی بنا پر رد نہیں کیا گیا

اُس نے گن اٹھالی، واپس مڑا تو دروازے میں حسنین کھڑے تھے، دوستانہ آنکھوں

۔ سے اُسے دیکھتے

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے اُس سے چند فٹ کے فاصلے پر آ ٹھہرے، میز کے قریب

۔ جہاں کانچ کے ٹوٹے ٹکڑے ابھی بھی تازہ تھے

۔ اس سے پہلے وہ اور آگے بڑھتے اُن کا قدم درمیان میں ہی ٹھہر گیا

"اگر آپ نے آگے بڑھنے کی کوشش کی

خطرناک نتائج کے ذمدار آپ خود ہوں گے"

اُس نے گن کی طرف اشارہ کرتے

دھمکی دینے والے انداز میں ایک ایک لفظ چبا کر کہتے اپنا سارا اندر کا اُبال نکال دینا چاہا

۔

۔ وہ بپھرا ہوا تھا جیسے ایک پل میں سب تہس نہس کر دے

۔ مگر اُس نے گن تانی نہیں تھی

۔ کیوں کے وہ اُس کے استعمال سے واقف نہیں تھا

۔ یا شاید معصوم بہت تھا ڈر گیا تھا

مگر وہ بھی ہر طرح کی سچویشن کو ہینڈل کرنے میں ماہر تھے۔

"::::؛ دیکھو کنعان بچے میری بات سنو؟

۔ اُنہوں نے نرم سا انداز لیے اُسے بہلانا چاہا

۔ اُن کی طبیعت میں ٹھہراؤ سا تھا بلکل اُن کے انداز و اطوار اور الفاظوں جیسا

جو کسی کو بھی آسانی سے اپنے اثر میں لپیٹ سکتا تھا۔

"آپ کو اپنے کیے کا حساب دینا ہو گا"

اُس کے الفاظوں میں چبھن تھی اور آنکھیں سرخ تھی جیسے اندر مرچیں جل رہی ہوں

۔

۔ اُنہوں نے گرے کوٹ ساتھ صوفے پر رکھا

گہری سانس ہوا کے سپرد کی

معاملہ اُن کی سوچ سے زیادہ سنگین تھا۔

" اتنی خطرناک دھمکیاں مت دو

میں ڈر جاؤں گا،،،،،اور رہی حساب والی بات تو پلیز ایسی باتیں مت کرو میری،،،، میتھس ویسے بھی بہت خراب ہے،،،میں تمہارے ساتھ کیے کا حساب کیسے دوں گا!ء؛؛"

اُن کی اداکاری قابلِ توجہ تھی

۔ وہ مسکرا رہے تھے دوستانہ مسکراہٹ جو اُن کی خاصیت تھی

وہ ایک پل کو ٹھہر گیا اُس کا معصوم دل بہلنے لگا

۔ حسنین کا انداز ہی ایسا تھا

"میں نے آپ پر بھروسہ کیا تھا؟"

۔ اُس کی آواز ٹوٹی تھی جیسے دل بھی ٹوٹا ہو

" آؤ بیٹھ کر بات کریں

ءءءءءءءءءءمیں تمہیں سب سمجھا دوں گا"

۔ اُنہوں نے تسلی آمیز لہجے میں اُسے سب سمجھانے والے انداز میں کہا

۔ وہ آرام سے چلتا صوفے پر بیٹھ گیا جیسے سب سننے کو تیار ہو صلح جو انداز میں

We are from FIA"

ہم نے جسے مارا تھا

۔ وہ ایک فرار مجرم تھا

۔ وہ بہت خطرناک تھا جسے جائے وقوعہ پر ہی مار دینے کا فیصلہ کر لیا گیا تھا

۔ ہم اُس کے دوسرے ساتھی کی تلاش میں ہیں

تم مجھ پر بھروسہ رکھو"

آخر میں وہ اُ۔س تک آئے اُس کا کندھا تھپتھپاتے اُسے پُر سکون اور بے فکر رہنے کا اشارہ کیا

'اور اب؟"

۔ وہ کافی حد تک خود کو سمبھال چکا تھا

۔ اس لیے پوچھا

" تم یہ کوٹ پہن لو اور اپنا حلیہ

ذرا درست کرو، ہمیں کہیں جانا ہے "

"؟ کہاں"

۔ یک حرفی سوال

" باقی ساری

،،، کلیریفکیشن راستے میں

مجھ پر" بھروسہ رکھو اور خود پر کنٹرول"،،،،،،

۔ یہ کہتے وہ جانے کے لیے مڑے مگر پھر جیسے کچھ یاد آیا

"اور ہاں یہ کوٹ تمہارے لیے ہے"

یہ کہہ کر وہ جیسے آئے تھے ویسے ہی چلے گئے

۔ پیچھے اُسے سازش کی نظر چھوڑے

‘‘‘‘‘‘‘

۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر یوشع ساحر لاؤنج میں کھڑے ملازمہ کو ہدایت دے رہے تھے

۔ جو یقیناً یہی تھی کے اُن کے آنے سے پہلے گھر کا سارا میس سمینٹ دینا

اُنہوں نے بلیک جینز پر بلیک ہی کوٹ پہن رکھا تھا

۔ پیروں میں چمکتے لوفرز

۔ بائیں ہاتھ میں بلیک، سلور گھڑی

۔ وہ جانے کے لئے تیار تھے

اور ایس آئی حسنین جہانزیب صوفے پر بیٹھے بار بار گھڑی دیکھتے اک نظر بیزاری سے اُنھیں بھی دیکھ لیتے۔ جو اتنی تیاری کے بعد بھی خود کے حلیے سے مطمئن نہیں ہو رہے تھے

۔ تھے اور اپنے کوٹ کو الگ الگ اینگل سے درست کر رہے تھے

۔ کسی احساس کے تحت وہ مڑے جہاں کنعان کمرے سے نکلتا یہیں آ رہا تھا

۔ اُس کا چہرہ ستاستایا اور اُکتاہٹ کا شکار لگتا تھا، البتہ اُس نے حسنین کا دیا کوٹ پہن لیا تھا

اب وہ تینوں گارڈز کے گھیرے میں صدری دروازہ عبور کرتے باہر بڑھ رہے تھے، جہاں دن کی روشنی اپنی آنکھ کھول چکی تھی اور سویر کا اثر زائل کرنے کی کوشش میں تھی

۔

عالمِ تسخیر میں سحر کا جال بچھایا گیا ہے

عالمِ ذوق میں جام فتور کا ملایا گیا ہے

"آپ نے بتایا نہیں ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

وہ اُسی وین پر تھے جو سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

اُس کے سوال کا رخ حسنین کی جانب تھا مگر وہ کھڑکی سے باہر دوڑتے منظر کو کھوجنے کی روش میں تھا۔

"ہم تمہیں بحفاظت تمہارے گھر بجھوا دیں گے"

اُنھوں نے پھر جیسے اُس کے دل پر رحم کھاتے اُسے تسلی جو انداز بخشا۔

وہ موبائل پر کچھ ٹائپ کرتے اک نظر اُسے دیکھ لیتے۔

ان کا باقی سفر یوں ہی خاموشی سے گزرا۔

یوشع اپنی سفید پراڈو پر اُسی منزل کی جانب تھے مگر مختلف سواری میں۔

ابھرتے سورج کی روشنی میں ان کہ سفر یوں ہی جاری رہا۔

خفیہ سازش، خفیہ چال، خطرہ جان و مال

دشمنِ گمبھیر نے بچھایا ہے کیا جاندار جال

۔ وہ ایک زیرِ تعمیر عمارت تھی، آبادی سے بہت دور

۔ اُس کے باہر آکر اُس سرمئی وین نے اپنے ٹائر ایک جھٹکے سے روکے

۔ حسنین باہر نکلا

۔ سورج کی روشنی ترچھی سی اُس پر پڑی

سامنے ہی اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے یوشع موبائل پر کچھ اسکرول کرتے اور ابرو اچکا کر

۔ داد دیتے کچھ دیکھنے میں مصروف تھے

۔ اُن دونوں کو خود کی طرف آتا محسوس کر کے موبائل پاکٹ میں ڈالا

اب وہ تینوں چند گارڈز کے درمیان اُس ادھوری عمارت میں داخل ہوتے اور پھر

۔ سیڑھیاں چڑھتے دکھائی دیے

عمارت کے آس پاس کھلا دور تک پھیلا میدان تھا یقیناً اس سرگرمی کو پوشیدہ رکھا گیا تھا

۔

۔ اب وہ تیسری منزل کے ایک حال نما کمرے میں تھے

دیواروں پر کچھ دونوں کا تازہ سیمنٹ کچھ ٹھنڈک سا احساس دلاتا تھا اور آس پاس کا

کنسٹرکشن کا سامان

۔ ماحول میں پیچیدگی پیدا کرتا تھا

کنعان ابھی کچھ اور سمجھتا اس سے پہلے وہ پہلے سے موجود ایک شخص کو دیکھ کر حیران

۔ ہوا، جو پہلے سائڈ پر سگریٹ کے کش لگانے میں مصروف تھا

لمبا قد، سنجیدہ مگر ذہین تاثرات والا چہرہ جو چالیس کی عمر میں بھی بیس سال کے نوجوان

جیسا تاثر دیتا تھا۔

۔ اور اب ایک شناسا تاثر لیے انہیں کی طرف آیا تھا

اب وہ چاروں ایک ساتھ کھڑے تھے

یوشع ساحر

حسنین جہانزیب

حارث خلیق

اور کنعان امیر؟

۔ اور آس پاس گارڈز ازلی روبوٹک الرٹ انداز میں

۔ سب بہت ایکسائٹڈ تھے اور آنے والی شخصیت سے مرعوب بھی

ایسے میں کلاس کی گوسپ اور اندیکھے انکشافات کی ساتھ وہ بھی پین کو ہاتھوں میں

۔ گھمائے اپنے ساتھ بیٹھے فیلو کی باتیں بیزاریت سے سن رہا تھا

شاید اُس کا کلاس فیلو سب پر رعب جھاڑنے کی لیے آنے والے شخص کی نام پر بہت

زیادہ ریسرچ کر کے آیا تھا اور اب وہ ایکسائٹڈ سا ہاتھ ہلاتا اپنے گروپ کو بھی جیسے بہت

اہم معلومات میں اضافہ کر رہا تھا، جسے واقعی وہ بڑی غور سے سن رہے تھے سوائے

کنعان میر کے

۔ سب کا رخ یک دم سیدھا ہوا

سارے سٹوڈنٹس آنکھوں میں بہت کچھ لیے اُن کی بولنے کے منتظر تھے اُنہوں نے

۔ ڈائز کی پار جانے کی بجائے ایک نظر پوری کلاس پر دوڑائیں

سب خاموش اور سن بیٹھے تھے

اور یہی سب سے بڑی چیز تھی جو کوئی سٹوڈنٹس، ٹیچر کی پروٹوکول کے لیے کر سکتا تھا

۔ کمرہ کھلا اور ہوادار تھا

بڑی سے کھڑکیوں سے روشنی کی اندر آنے کا خاصہ خاص انتظام کیا گیا تھا۔

کلاس کی تھیم وائٹ تھی وہ سب سٹوڈنٹس کے دل کی دھڑکن بڑے سے بورڈ کے ذرا اوپر لگی گھڑی کی سوئیوں سی تھی۔

پوری کلاس میں ساری چیئرز بلیو اور گرے کلر کی تھی۔

"سو سٹوڈنٹس، جیسا کے

ہم سب جانتے ہیں ہماری ملاقات مختصر سی ہے،،،، تو میں چاہتا ہوں کی ہم اس مختصر ملاقات،،،،، خاصا زور دے کر کہا،،،، میں تکلف نام کی چیز کو مکمل طور پر": بھول جائیں ؛،

اور یہاں کنعان نے ستائشی نظروں سے پروفیسر کو دیکھا،،، اُسے بورنگ ٹیچرز اور،،، اک ہی ٹون میں لیکچر دینے والے روبوٹس قطعاً نہیں پسند تھے۔

اُنہوں نے پہلے بھی ٹاپ تھری یونیورسٹیز میں کرائم بیسڈ لیکچرز دیئے تھے، مگر کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوئی تھی اُن سے ایسا سوال کر سکے اور یہاں اُنھیں لگا تھا وہ اس شاہکار کو کبھی نہیں بھولیں گے۔

بھلے وہ دوبارہ ملے یا نہ ملے۔

کنعان بھی حسنین جہانزیب سے متاثر ہوا تھا،،،اور اس قدر متاثر ہوا تھا کے اُس نے آج سے ہی اُن سے دوبارہ ملاقات کے لیے دعائیں مانگنے کا فیصلہ کیا تھا۔

کچھ پل اور ایسے ہی خاموشی چھائی رہی

۔ جب اُن کی آواز نے سب لہروں کی صورت سب کے کانوں کا رخ کیا

"Anyone,,,,,,,,,,Any question?"

۔ اور پھر پوری کلاس میں اُنھیں ایک ہاتھ اوپر اٹھتا دکھائی دیا

اُن کی مسکراہٹ گہری ہوئی

۔ خوشی و حیرت سی مسکراہٹ

Yes please!۔

اُنہوں نے اجازت دی

کنعان نے پُر اعتماد انداز اپناتے سیدھے ہاتھ سے بالوں کو اوپر کرتے کچھ پوچھا اور وہ یہ تھا

"What is crime according to you?"

پوری کلاس نے خاموشی چھا گئی

"Well your question is appreciatable

And there's many answer for this,,,but for me

Crime is a fracture in the foundation of society ,a crack that spreads unless mended with justice."

۔ اس جواب پر پوری کلاس کا تاثر ایسا تھا جیسے سب اس سے متفق ہوں

Now one question for you

Who is criminal?

پوری کلاس میں ایک بساط سا پُر جوش انداز لہرا گیا

"According to me

Criminal is a highly skilled multitasker who can simultaneously break laws,outturn cops, and update their Instagram stories "

۔ اُس کے دل سوز جواب پر کلاس میں دبی دبی ہنسی تھی

"You Are right but wrong

In fiction that's attractive but in reality that's totally incorrect."

۔ اُنہوں نے پیشہ ورانہ انداز میں اُسے سمجھایا

۔ وہ بھی اُسے جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا

اور حسنین بھی اُسے کھوجتی نگاہوں کی سپرد کیے ہوئے تھے۔

۔ اور یہ دو گھنٹے یوں ہی خشگور گزرے تھے

۔ اور یہاں ہوئی تھی شاید کنعان اور حسنین کی پہلی ملاقات

۔ مگر پہلی مُلاقات اکثر طے نہیں کر پاتی کے اگلی مُلاقات کس کے اہل ہے

۔ اور ضروری نہیں اگلی مُلاقات پہلے جیسی ہی خشگوار ہو

وہ خطرناک بھی تو ہو سکتی ہے

اور یہ دو گھنٹے کا وقت یوں ہی اختتام پذیر ہوا۔

" یہ وہ انسان ہے جو تمہیں

خیر و عافیت سے

۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶"تمہارے گھر پہنچائے گا

۔ حسنین نے انجان آدمی کا تعارف کروایا

" اور حارث،"،،، حسنین حارث کی

طرف متوجہ ہوا،،،"،یہ ہے"

اس سے پہلے وہ اُس کا پورا تعارف کرواتا

۔ اُن کی بات بیچ میں ہی کاٹی گئ

۔ یا اٹل سا کچھ ٹال دیا گیا

" میری تعریف تو آپ جانتے ہی ہوں گے"

ایک پل میں بازی پلٹی تھی

اُس نے ایک ہی پل میں بجلی کی تیزی سے گن نکالتے اُس کا رخ یوشع کی طرف کیا

Blood For Blood

۔ اُس کی سرسراتی آواز سرد تھی

" مرنے سے پہلے تعارف جاننا چاہیں گے میرا"

"اردل سہراب کا گمشدہ ساتھی"

اُس نے ہلکا سا طنز کیا

۔ یوشع کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے پرسکون رہے

۔ اُسے اُن کے پُرسکون اور مسکراہٹ لیے چہرے سے چبھن ہوئی

اُس نے گن لوڈ کی اور پوری شدت سے یوشع پر تانی

اُس نے ٹرگر دبایا اور بس

۔ ایک لمحے سب ٹھہر گیا

اور اگلے ہی پل اپنے وجود کو لیے لڑکھڑاتے وہ زمین بوس ہوا

اُس کی گن دور جا گری

۔ اور اصلی گن حسنین کے ہاتھ میں تھی

،،،،،،،،" شیر دل سہراب "

ار دل سہراب کا بھائی اور ساتھی

اُنھیں واقع اُس کی قسمت پر افسوس ہوا تھا،،،،

گولی چلنے کی دیر تھی

۔ ایک پل کو وہ وہیں ٹھہر گیا

۔ اگلے ہی پل وہ زمین پر ڈھیر ہوا

۔ خون کی چھینٹے کہی یوشع پر نہ گریں اس لیے وہ فوراً سائڈ پر ہوئے

اُن کی اس حرکت پر حسنین نے "چچ چچ" کرتے " کوئی حال نہیں ہے "والے انداز میں اُنھیں دیکھا۔

اُنہوں نے بدلے میں صفائی دینے والی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں۔

"میں کیا کروں میں مجبور ہوں"

حسنین کو ہر بار کی طرح نئے سرے سے افسوس تھا

اور یوشع پر سکون سے موبائل کی سکرین کو سکرول کرتے اُس کے ساتھ جا رہے تھے،

اُنھیں اپنی اور نج ٹی کی شدید طلب ہو رہی تھی۔

اور یوں خون سے شروع ہونے والی کہانی کا اختتام بھی خون پر رقم ہوا۔

دارِ فُرقت کی دہلیز پہ دیا بسمل ہوں میں

دلدل کے دالان میں دھڑکتا دل ہوں

THE END...............